از جناب ایم آئی خان

مشرقی تیمور کی آزادی میں امریکی دلچسپی کا منظر

انسانی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ حدود و قیود کا پابند نہیں رہ سکتا۔ آزادی اس کی جبلت کا جزو لاینفک ہے اور دنیا بھر میں جاری آزادی کی تحاریک اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ حضرت انسان کسی کی غلامی ہرگز قبول کرنے کو تیار نہیں وہ ہمہ وقت آزادی حاصل کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ یہ آزادی محض جسمانی سطح تک ہی محدود نہیں بلکہ اظہار رائے سمیت ہر شعبہ زندگی پر محیط ہے۔ ہم نے بھی آزادی کے لیے بہت سی قربانیاں دے کر مملکت خداداد پاکستان حاصل کیا۔ آج بھی دنیا بھر میں آزادی کی متعدد تحریکیں زور پر ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کی تحریک آزادی اس سلسلے میں بہترین مثال کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح روس اور بوسنیا میں بھی مسلمان اپنی آزادی کے حصول کے لیے ہر سطح پر قربانیاں دے رہے ہیں۔

لیکن شومئی قسمت کہ مغربی اقوام انہیں آزادی دینے کے لیے آمادہ نہیں۔ امریکہ سمیت ان مغربی اقوام کے دوغلے پن کا عالم یہ ہے کہ مسلمانوں کی تحاریک پر تو ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی لیکن اسرائیل جیسی ناجائز ریاست کے قیام کے لیے انسانی حقوق کے ان علمبرداروں نے تمام قواعد و ضوابط کو پس پشت ڈال دیا۔ جس سرعت اور جانبداری کا مظاہرہ امریکہ اور اس کے حواریوں نے اسرائیل کو بنانے میں کیا تھا اسی چیز کو اب دوبارہ دہرایا جا رہا ہے جس کی تازہ ترین مثال مشرقی تیمور کی ہے۔ مشرقی تیمور جس کی اکثریت عیسائی آبادی پر مشتمل ہے کو خود مختاری دلانے کے لیے اقوام متحدہ، امریکہ اور دیگر مغربی اقوام تمام ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

گہرے نیلے سمندر کی سرزمین مشرقی تیمور کی مجموعی آبادی ۶ لاکھ ہے۔ ۲۵ برس قبل تک یہ جزیرہ پرتگال کی نو آبادی تھا لیکن ۱۹۷۵ء میں انڈونیشیا نے اس علاقے پر قبضہ کر کے اسے اپنی عملداری میں لے لیا۔ بعد ازاں انڈونیشیا نے ۱۷ جولائی ۱۹۷۶ء کو مشرقی تیمور کو انڈونیشیا کا ۲۷ واں صوبہ بنانے کا اعلان کیا جس کے بعد انڈونیشیا نے اس علاقے میں بہت سے ترقیاتی کاموں کا آغاز کیا۔ تاہم علاقے کی عیسائی آبادی نے بیرونی آشیرباد کی بدولت اپنی آزادی کی تحریک جاری رکھی اور پہلی بار اقوام عالم کی توجہ مشرقی تیمور کی جانب اس وقت مرکوز ہوئی جب ۱۲ جولائی ۱۹۹۱ء کو ڈلی سانتا کے قبرستان میں فائرنگ کے باعث تقریباً ۵۰ سے ۱۵۰ کے قریب افراد ہلاک ہوگئے۔ ۱۹۹۴ء میں انڈونیشیا کی فوج اور باغیوں کے درمیان مذاکرات ختم ہوگئے۔ کامیاب مذاکرات کے باوجود باغی کسماؤ نے اپنے رابطے جاری رکھے اور ۱۹۹۶ء میں خود ساختہ جلا وطن جو زاراموس اور رومن کیتھولک بشپ کارلوس فلپ کو انسانی حقوق کا بے مثال جنگجو قرار دے کر نوبل انعام سے نوازا گیا جس سے باغیوں کی تحریک کو مزید تقویت ملی۔ بعد ازاں ۲۱ مئی ۱۹۹۸ء کو اس وقت غیر معمولی پیش رفت ہوئی جب انڈونیشیا کے صدر سہارتو مستعفی ہوگئے۔ اور ان کی جگہ لینے والے نئے صدر حبیبی نے مشرقی تیمور سے انڈونیشیائی فوجوں کو واپس بلا لیا۔ اس اقدام کے بعد مشرقی تیمور کی آزادی کی طلبگار قوتیں جو اس سے قبل صرف خود مختاری مانگ رہی تھیں نے اچانک آزادی کا مطالبہ کر ڈالا۔ مشرقی تیمور کے لوگوں کی جانب سے آزادی کے اچانک مطالبے کے محرکات کے پیچھے ایک گہری سازش تھی۔

مغربی طاقتیں ایک سازش کے تحت ایشیاء میں اسرائیل کی طرز پر ایسی غیر مسلم ریاست کا قیام چاہتی ہیں جو ان کے مفادات کا علاقے میں تحفظ کر سکے۔ اس مقصد کے لیے ابتداء میں غیر ملکی سرمایہ کاروں نے دھڑا دھڑ انڈونیشیا میں سرمایہ کاری کی اور ان سرمایہ کاروں نے بتدریج انڈونیشیا میں اپنا حلقہ اثر بڑھایا۔ بیرونی سرمایہ کاروں نے جب انڈونیشیا کی معیشت کو اپنی گرفت میں لے لیا اور جب اسٹاک ایکسچینج بیرونی سرمایہ کاروں کے تابع ہوگیا تو انہوں نے مرحلہ وار پہلے حکمرانوں کی بد عنوانیوں کو بے نقاب کر کے عوام کو ان سے متنفر کیا۔ اس مقصد کے لیے زبردست پراپیگنڈہ کیا گیا اور جب انڈونیشیا کے عوام اپنے حکمرانوں سے بدظن ہوگئے تو پھر مشرقی تیمور کی آزادی کے لیے مغربی اقوام نے پراپیگنڈہ شروع کیا۔ اس موقع پر غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے مشرقی تیمور کے باغیوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا۔ مغربی اقوام نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علاقے کی عیسائی آبادی کو اسلحہ اور بھاری رقوم بھی مہیا کیں۔ آزادی کے لیے لڑنے والوں کو مغربی ممالک میں مسلح جدوجہد کی تربیت دی گئی، بے دریغ اسلحہ فراہم کیا گیا اور باغیوں کو گوریلا جنگ لڑنے کی بھی تربیت دی گئی۔ بعد ازاں مشرقی تیمور میں باغیوں کے لیڈروں کو جب نوبل انعام سے نوازا گیا تو جنگی تحریک کو دنیا بھر میں متعارف کرایا گیا اور جب آزادی کی تحریک عروج پر پہنچ گئی تو غیر ملکی سرمایہ کاروں نے اچانک انڈونیشیا سے اپنا سرمایہ نکال لیا جس کے باعث ملکی معیشت تباہ ہو کر رہ گئی۔ اچانک معاشی بحران آگیا اور حکمرانوں کو عملی طور پر بے بس کر دیا گیا۔ جب انڈونیشیا کے حکمران بے بس ہوگئے تو پھر اس

وقت آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک نے اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا اور حکمرانوں کو امداد کا دانہ ڈال کر لالچ دیا گیا اور حکمرانوں کو مالیاتی ناخداؤں نے اپنے قابو میں کر لیا اور اس مالی معاونت کی آڑ میں انڈونیشیا کو مجبور کر دیا گیا کہ مشرقی تیمور کو جلد از جلد آزاد کرائے۔ بالآخر حکام اس قدر مجبور ہو گئے کہ انہیں ملکی معیشت کے دباؤ کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور نتیجتاً مشرقی تیمور میں انڈونیشیا کو ریفرنڈم کرانا پڑا۔ یہ ریفرنڈم اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ اس ریفرنڈم میں اکثریت نے آزادی کے حق میں فیصلہ دیا۔

۳۰ اگست ۱۹۹۸ء کو ہونے والے اس ریفرنڈم میں علاقے کی ۷۸.۵ فیصد آبادی (۳ لاکھ ۴۴ ہزار ۵۸۰ افراد) نے آزادی کے حق میں ووٹ دیا جبکہ ۲۱.۵ فیصد آبادی (۹۴ ہزار ۳۸۸) افراد نے انڈونیشیا کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔ اگرچہ اکثریت نے ریفرنڈم میں آزادی کے حق میں ووٹ دیا لیکن ریفرنڈم کی غیر جانبداری کے بارے میں انڈونیشیا نے اپنے خدشات ظاہر کیے تھے۔ انڈونیشیا کے حکومتی اہلکاروں اور ذرائع ابلاغ نے کم و بیش ۸۸ ایسے واقعات کی نشاندہی کی جس کے دوران نہ صرف جعلی ووٹ ڈالے گئے بلکہ وہاں کے عوام کو آزادی کے حق میں ووٹ ڈالنے پر اکسایا گیا۔ اس کے علاوہ مشرقی تیمور میں ہنگامے کرا کے علاقے سے انڈونیشیا کے حامیوں کو بھگا دیا گیا جس سے ریفرنڈم کے نتائج متاثر ہوئے۔

دوسری جانب جب انڈونیشیا کی حکومت نے علاقے میں امن و امان کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی تو آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے حکام نے صدر حبیبی کو خبردار کیا کہ اگر اس نے آزادی کی راہ میں روڑے اٹکائے تو نہ صرف ان کا اقتدار خطرے میں پڑ جائے گا بلکہ ملک میں اقتصادی بحران برپا کر دیا جائے گا اور اس کے علاوہ ۴۳ ارب ڈالر کی امداد بھی روک دی جائے گی۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب حکمران خواہش کے باوجود مزاحمت نہ کر سکے اور اقتصادی مشکلات سے نمٹنے کے لیے انہوں نے مشرقی تیمور کو قربان کر دیا۔

تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ ان سطور کے لکھے جانے تک مشرقی تیمور میں بین الاقوامی امن فوج تعینات کرنے کے لیے سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کر لیا گیا اور عین ممکن ہے کہ ان سطور کے شائع ہونے تک مشرقی تیمور میں بین الاقوامی امن فوج تعینات کر دی جائے۔ بہرحال مشرقی تیمور کے تیل کے ذخائر پر مغربی ممالک کا قبضہ ہو جائے گا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ انڈونیشیا کے حکمران اپنے خلاف جاری ہونے والے بدعنوانی کے سکینڈل سے بچنے کی خاطر چپ رہیں گے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انڈونیشیا کے بطن سے مغربی عوام کی آشیرباد بلکہ دھونس اور زبردستی سے ایک غیر مسلم ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ اس تمام معاملے میں امریکہ نے جو کردار ادا کیا وہ اس دوغلے پن کا واضح ثبوت ہے جس سے اس کی اسلام دشمنی بالکل عیاں ہے۔ مشرقی تیمور کے مسئلے پر امریکہ نے انسانی حقوق کے نام پر انڈونیشیا کے حکمرانوں کو بلیک میل کیا۔ صدر کلنٹن نے انڈونیشیا سے اس وقت تک قطع تعلق کر لیا ہے جب تک مشرقی تیمور کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ امریکہ اس سلسلے میں اتنا آگے چلا گیا کہ اس نے انڈونیشیا کو فوجی کارائی کی بھی دھمکی دے دی۔

انڈونیشیا کی موجودہ صورتحال دیکھ کر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ آخر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں اسے مسلمانوں کے خلاف کیوں نظر نہیں آتیں۔ کشمیر میں بھارتی فوج کی بربریت سب پر عیاں ہے۔ ان کی مسلح جدوجہد اب کئی عشروں پر محیط ہے لیکن اسلام مخالف قوتیں یہ نہیں چاہتیں کہ ایک اور اسلامی ملک معرض وجود میں آئے۔ حالانکہ اقوام متحدہ اس امر کی منظوری دے چکی ہے کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے۔ لیکن عالمی ادارے کی سفارش کے باوجود بھارت انسانی حقوق کے ان تمام نام نہاد ٹھیکیداروں کے شر سے سلامتی کونسل کی قراردادوں کو اپنی ہٹ دھرمی کی نذر کر کے ٹھکرا چکا ہے۔ حالانکہ یہ اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود سب سے پرانا مسئلہ ہے جو ابھی تک حل طلب ہے لیکن مشرقی تیمور میں امریکہ اور مغربی اقوام نے جو کردار ادا کیا ہے وہ اس ضرورت کی جانب ہماری توجہ مبذول کراتا ہے کہ ہمیں بھی امت مسلمہ کے وسیع تر مفاد میں اتحاد کر کے مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں کو تقویت بخشنا چاہیے۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

☆ بقیہ: چیف ایگزیکٹو کے نام مکتوب ☆

(علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں طلباء سے خطاب۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء ۔ بحوالہ خبریں ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

(۴) ترکی ہمارا صدیوں سے دوست (کمال اتاترک کی لادینی سے پہلے) تمام عالم اسلام کا مرکز خلافت اور اسلام کی سپر طاقت رہا ہے۔ آپ کی طرح ہم سب اس سے محبت کرتے ہیں مگر اتنا یاد رہے کہ انگریز نے کمال کے ذریعے اس کی مرکزیت ختم کر کے ہمیں ۱۵۴ ممالک میں تقسیم کر کے اپنا بھکاری بنا دیا ہے۔ ہم صرف خدا سے رزق' ترقی اور امداد چاہتے ہیں' کافروں کے غلام اور دریوزہ گر نہیں۔ براہ کرم مسلمانی غیرت سے اٹھیے۔ نماز' اذان' تلاوت' قرآن اور اسلام کی ہر بات پر تاہنوز پابندی لگانے والے انقلابی کو بھول جائیے۔ سابق ترکی کی طرح پاکستان میں اسلام قرآن اور خلافت کا نظام قائم کر کے تمام اسلامی ممالک کو پاکستانی بنا لیجیے۔

(۵) حکومت کی صحت و بگاڑ میں آدھا حصہ مشیروں کا ہوتا ہے۔ آپ غور و فکر سے اسلام' ملک' قوم اور اپنی ذات کے لیے خیر خواہ مشیر بنائیے۔ کیونکہ اللہ پاک فرماتے ہیں' "نیک لوگ مشورے سے کام کرتے ہیں۔" (شوریٰ ۳۵) اللہ آپ کو ہر نیک کام میں کامیاب کرے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام ۔ حافظ مہر محمد ۔ بن حافظ جی ۔ ضلع میانوالی